مسنون دعائیں

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
(مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء)

ناشر
ناصر الندوی
فنار پاور، لکھنؤ (یوپی)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

باراول

ذیقعدہ/۱۴۳۸ھ-اگست/۲۰۱۷ء

نام کتاب مسنون دعائیں

نام مصنف مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

صفحات ۷۶

تعداد اشاعت ۱۰۰۰

باہتمام عبداللہ مخدومی ندوی

ناشر

ناصر الندوی

فنار پاور، لکھنؤ (یوپی)

مقدمہ

الحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبّ الۡعَالَمِيۡن ، وَالۡصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلـىٰ خَاتَمِ الۡمُرۡسَلِيۡن سَيِّدِنَا مُحَمّدٍ، وَعَلىٰ آلِهِ وَ صَحۡبِهِ أجۡمَعِيۡن، أمّا بَعۡدُ!

رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین تھے، انسانوں کی ہدایت اور راہ حق کی نشاندہی اور وضاحت کے لئے رب العالمین کی طرف سے بھیجے گئے تھے، ان کی زندگی کا کام و پیغام دین حق کا پہونچانا اور شریعت اسلامی کی وضاحت تھی، لیکن وہ رسول ہونے کے ساتھ ساتھ انسان تھے، انسانی

احساسات وتأثرات، معاملات سے ان کو بھی اسی طرح واسطہ پڑتا تھا، جس طرح کسی انسان کو پڑتا ہے، دعوت دین کی راہ میں ان کو صعوبتیں پیش آتی تھیں، وہ ان صعوبتوں کو انسان ہونے کے ناطے محسوس کرتے تھے، اہل تعلق کی محبت، حوادث پر رنج، خوشی کے موقع پر مسرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی انسانوں کی طرح ہوتی تھی، جہاں ان احساسات وتأثرات کے اظہار کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم موقع محسوس کرتے، ان کا اظہار فرماتے تھے، اسی طرح آپؐ نے اپنے صاحبزادہ حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر اپنے تأثر ورنج کا اظہار فرمایا، جس میں ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت اور احتیاط کا پورا اظہار ہے، دوسری طرف انسانی تأثر کے سچے اظہار کے لئے بہت فصیح اور مؤثر طرز ادا ہے، فرمایا: ''اَلْقَلْبُ یَحْزَنُ،

وَالْعَیْنُ تَدْمَعُ، وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یُرْضِی الرَّبَّ، وَاِنَّا عَلٰی فِرَاقِکَ یَا اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ" (بخاری: کتاب الجنائز :۱۳۰۳) (فرمایا: دل رنجیدہ ہے، آنکھ میں آنسو آرہے ہیں لیکن ہم وہی کہتے ہیں جس سے رب راضی ہو، ہم تمہاری جدائی سے اے ابراہیم ! رنجیدہ ہیں)، ذرا حقیقت کی عکاسی دیکھئے اور طرز ادا کی احتیاط دیکھئے، کیا یہ ادب نہیں؟

آپ ﷺ نے ایک موقع پر خواتین کی نزاکت کی کیفیت کا لحاظ اپنی عبارت میں اس طرح فرمایا کہ کہا: "رِفْقاً بِالْقَوَارِیْرِ" (بخاری کتاب الأدب :۶۱۴۹) اس میں آپ ﷺ نے خواتین کو آبگینوں سے تشبیہ دی، ایک موقع پر آپسی اختلاف کی

گنجائش نہ بتاتے ہوئے فرمایا: ''لَا یَنْتَطِحُ فِیْهِ عَنْزَانِ ''یعنی اس معاملہ میں دو بکریاں آپس میں سینگ نہ لڑائیں گی، ذرا بکریوں کے یہ انداز سامنے رکھئے کہ دو بکریاں جب اکٹھا ہو جاتی ہیں، اپنے اگلے پیروں کو اٹھا کر سینگ لڑاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انداز کو دو شخصوں کی آپسی کشمکش کے اظہار کے لئے انتخاب کیا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ: ''هٰذَا یَوْمٌ لَه مَا بَعْدَه ''یعنی آج کا دن ایسا ہے کہ اس کا سلسلہ بعد میں چلے گا، ذرا اس طرز ادا کو دیکھئے، کتنے اچھے طریقہ سے کسی قضیہ کے کسی نہ کسی شکل میں جاری رہنے کا امکان بتایا گیا ہے۔

یہ تو جملے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کو دیکھئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن سے واپسی پر مال

غنیمت کی تقسیم میں بعض غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف دعاؤں کو دیکھئے، کیسی باریکی اور نفسانی کیفیت کا لحاظ اور تأثرات کی سچی ادائیگی ملتی ہے، اس میں اپنی عبدیت اور پروردگار کی عظمت کا پورا احساس اجاگر ہے۔

مؤثر اور فصیح طرز ادا اور دل کو متحرک کر دینے والی تعبیر، دعوت دین کے کام کے لئے ایک ضروری اور مؤثر ذریعہ تھا، امت کی رہنمائی اور تعلیم و تزکیہ کے لئے بھی اس کی ضرورت تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی صلاحیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجۂ اتم واکمل عطا فرمائی گئی تھی، بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت اور حسن ادا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو، خطابت، نصیحت اور اپنے ربّ کے سامنے اظہار

عاجزی، حمد و مناجات میں کھلے طریقہ سے ظاہر ہوتی ہے، آپ ﷺ کی فصاحت کلام وحسن بیان پر سب کو اتفاق ہے، عربوں میں صحت کلام وفصاحت کے لئے جن اسباب و ذرائع کی ضرورت ہوتی تھی، وہ بھی آپ ؐ کو بدرجۂ اتم حاصل تھے، آپ ﷺ فصیح ترین قبیلۂ قریش میں پیدا ہوئے، پھر قبیلۂ بنی سعد میں رضاعت کا زمانہ گزارا، یہ قبیلہ فصیح قبائل میں شمار کیا گیا ہے، پھر پاکیزہ زندگی اور پاکیزہ خیالات و احساسات آپ ؐ کا طرز رہا، پھر نبوت ملی تو بلاغت و اعجاز بیان کا معیاری کلام قرآن مجید آپ پر اتارا جانے لگا، وہ آپ ؐ کا اصل معلم و مربی تھا، آپ ؐ کا قلب و ذہن اور آپ ﷺ کا اسلوب بیان سب نے آسمانی معلم سے کسب فیض کیا۔

ادب اسلامی کے مختلف موضوعات پر رابطۂ
ادب اسلامی کی طرف سے مذاکرات علمی منعقد کرنے
کا سلسلہ رابطہ کے قیام کے وقت سے جاری ہے،
رابطہ کا قیام باقاعدہ عالمی پیمانہ پر ۱۹۸۶ء کے آغاز
میں ہوا تھا، اس کے دو مرکزی دفتر بنائے گئے تھے،
دونوں دفتروں نے ادب اوراسلام کے مابین جو تعلق
ہے، اس کے دائرے میں آنے والے ادب کی
وضاحت اور اضافہ کے لئے کام کرنے کو اپنا مقصد
بنایا، ان میں ایک دفتر عربی خط کے لئے، اور دوسرا
برصغیر کے لئے رکھا گیا، ہمارے برصغیر کے دفتر نے
اپنے کام کے سلسلہ میں تحریروں، ملاقاتوں اور علمی و
ادبی مجلسوں کے ذریعہ کام کرنا شروع کیا، برصغیر کے
مرکزی دفتر کے زیراہتمام دسواں مذاکرۂ علمی جامعہ

سلفیہ بنارس میں مؤرخہ ۱۰/۱۱/ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ
مطابق ۲۲/۲۳ اپریل ۱۹۹۴ء میں منعقد ہوا، جس کا
عنوان تھا: ''حدیث شریف کی ادبی اور فنی خصوصیات''
اس میں پیش کرنے کے لئے مقالات سہ ماہی
کاروان ادب کی اشاعت جولائی تا ستمبر ۱۹۹۴ء میں
شائع ہوئے، ان مقالات میں ایک اہم مقالہ رابطۂ
ادب اسلامی کے اہم رکن اور البعث الاسلامی کے
مدیر مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی صاحب
(حال مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء) کا ''مسنون
دعاؤں میں ادب کی جلوہ گری'' پڑھا، جو اصل عربی
میں تھا اور اردو میں ان کے شاگرد اور دارالعلوم ندوۃ
العلماء کے استاذ مولانا محمد ابراہیم ندوی مرحوم نے
پیش کیا تھا، عزیزی مولوی محمد فرمان ندوی (استاذ

دارالعلوم ندوۃ العلماء) کی فکر و کوشش سے یہ کتاب کی صورت میں سامنے ہے، انہوں نے حدیث کی تخریج و تحقیق کر کے اس کو اور مفید بنایا ہے۔

دعاؤں کے اس مجموعہ میں جو حدیث کی کتابوں سے ماخوذ ہے، شب و روز کی دعاؤں اور عام زندگی کے حالات سے متعلق دعاؤں کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے انسانی سیرت کو مشابہ کرنے اور اس کے ذریعہ اپنی زندگی کو پاکیزہ بنانے کا اچھا سامان ہے، اور اس کے ذریعہ اس کا افادہ زیادہ سے زیادہ عام ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ان دعاؤں میں ہمارا بھی حصہ نصیب فرمائے، آمین

محمد رابع حسنی ندوی
ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۱۵ر شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ
۱۰ر جولائی ۲۰۱۷ء

مسنون دعائیں

سیرت نبوی اور دعاء:

بلا شبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت اور آپ کی حیات طیبہ ہر ایسے مؤمن کے لئے، جو اپنی زندگی کی عمارت ایمان وعقیدے اور عمل وکردار کی صحیح بنیادوں پر قائم کرنا چاہتا ہو، انتہائی عظیم، بیش بہا اور روح پرور سرمایہ حیات ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہم سے،

اس باعظمت امت کا جز ہونے کی حیثیت سے یہ
مطالبہ ہے کہ اس پاک وضیا پاش سیرت کے ہر پہلو کا
گہرا مطالعہ کریں۔ تاکہ زندگی کے تاریک افق میں
روشنی کی کرنیں بکھر سکیں۔ ان روشن پہلوؤں میں ایک
نمایاں پہلو دعا کا بھی ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے دل ودماغ اور فکر ونظر پر ہر لمحے مستولی تھا۔ اور
کیوں نہ ہوتا، دعا تو خالص عبودیت اور سچی بندگی کا
ایک اہم حصہ ہے، اور معبود ومسجود حقیقی کی چوکھٹ پر
اس کی صفت رحمت ورأفت پر اعتماد کرتے ہوئے
صرف اس کی ذات سے تمام امیدوں کو اپنے سینے
میں بسا کر، جو خاص اس کے مومن بندوں کی شان
ہے، اپنے آپ کو اس کی چوکھٹ پر ڈال دینے کی

علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دعا ان عظیم اسباب میں شمار ہوتی ہے جس کو اختیار کرنا ہر آن اور ہر گھڑی ضروری ہے۔ خصوصاً اس وقت جب پریشانیاں دو چند ہو چکی ہوں، حالات بحران کا شکار ہوں، آزمائشوں پر آزمائشوں کا سلسلہ جاری ہو، اور مصائب کی آہنی زنجیریں دل و دماغ کو جکڑ رہی ہوں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حال و مقام سے متعلق دعاؤں کا ریکارڈ پوری امانت داری کے ساتھ محفوظ ہے، خواہ اس کا تعلق سختی و بحران سے ہو، یا خوش حالی اور فراخی سے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر آفت و ناگہانی حالات ہی میں نہیں بلکہ ہر موقعہ پر دعا کا سہارا لیتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کے دربار

میں فروتنی اور عجز وانکسار کا مجسمہ ہوتے تھے۔اسی وجہ سے آپ کی دعاؤں سے تعلق رکھنے والا ادب، ادبی دنیا کے اندر سب سے زیادہ طاقت ور، اثر انگیز اور دل پذیر نیز حقیقت سے سب سے زیادہ قریب ہے۔ آپ کا ادب بندگی کے خدوخال اور عبودیت کے نقوش کی ایسی سچی اور دل کش منظر کشی اور ہمہ جہت عکاسی کرتا ہے کہ کسی فن کار آرٹسٹ کی چابک دستی اور کسی بھی قلم کار اور ادیب ماہر کے قلم کی روانی، خواہ وہ اپنے فن میں کتنا ہی باکمال کیوں نہ ہو، اس کے دائرۂ اختیار سے باہر ہے۔

دعاء کا معنی ومفہوم:

دعا کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ بندے کا اللہ

سے تعلق مستحکم ہو جائے، اور اس کو اس بات کا راسخ یقین ہو جائے کہ وہی ایک ذات ہر چیز کی خالق ہے، اور وہی خیر و شر کو برپا کرنے والا ہے، اور وہی سختیوں اور پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہے، اور وہی خوش حالی و شادمانی، اور فراخی و آسانی عطا کرتا ہے۔

دعا کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اپنی تمام حاجات و ضروریات کے ساتھ دست سوال دراز کر دے۔ وہ جب اپنے تمام معاملات میں اللہ کی طرف رخ کرتا ہے، اور اس ذات کو ہر خیر کا مصدر اور ہر خوبی کا سرچشمہ سمجھتا ہے، اور جب ایک مسلمان اپنی مشکلات اور آزمائشوں میں ایک خالق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کو پختہ یقین ہوتا ہے کہ وہی پریشانیوں کے

بادل چھاٹنے والا اور سختیوں کو دور کرنے والا اور آزمائشوں اور سخت گھڑیوں کو ختم کرنے والا ہے، اس وقت اس کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور اس کے دل کو سکون و اطمینان سے بھر دیتی ہے، اور شادکامی و سعادت کے احساس سے وہ بے خود ہو جاتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کو محسوس ہوتا ہے کہ اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہے، اور دست خداوندی اس کا شریک کار ہے، اور رحمت وسکینت کا نزول ہو رہا ہے۔ اور ایک عرب شاعر کی زبان میں وہ یوں گویا ہوتا ہے:

فَلَيْتَكَ تَحْلُوْ وَالحياةُ مَرِيْرَةٌ
وَلَيْتَكَ تَرْضَىٰ وَالأَنَامُ غِضَابُ
وَلَيْتَ الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ عَامِرٌ

وَبَيْنِي وَبَيْنَ الْعَالَمِيْنَ خَرَابُ
إِذَا صَحَّ مِنْكَ الْوُدُّ فَالْكُلُّ هَيِّنٌ
وَكُلُّ الَّذِي فَوْقَ التُّرَابِ تُرَابُ

(کاش کہ زندگی کی تلخیوں میں آپ شیریں ہوتے، اور آپ کی رضامندی حاصل ہوتی، خواہ ساری مخلوق ناراض ہوتی۔)

(کاش کہ میرے اورآپ کے تعلقات آباد و استوار ہوتے، جب کہ میرے اور سارے جہاں کے درمیان تعلقات ناہموار ہوتے۔)

(جب آپ کی سچی محبت حاصل ہوجائے تو سب کچھ آسان اور ہیچ ہے،اور زمین کے اوپر جو کچھ بھی ہے، وہ بے قیمت مٹی سے زیادہ کچھ نہیں۔)

قرآن کریم میں دعاء کی اہمیت وفضلیت:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ وہ قریب ہے جب بھی دعا کرنے والا اس سے دعا کرتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: "وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ، أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ"۔ (سورۃ البقرۃ:١٨٦)

(جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں (آپ انہیں بتلائیں) کہ میں قریب ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار پر لبیک کہتا ہوں۔ لہٰذا انہیں بھی میری بات ماننی چاہئے اور مجھ

پر یقین کرنا چاہئے تا کہ راہ راست پر آ جائیں''۔)

قرآن کریم ہی میں ایک دوسرے مقام پر دعا کا حکم دیتے ہوئے، اور اس کو شرف قبولیت سے نوازنے کا وعدہ کرتے ہوئے اور ساتھ ہی اس کی عبادت سے (بوجہ تکبر و ترفع) روگردانی کرنے والوں کی ذلت و خواری کے ساتھ دوزخ کا کندہ بننے کی دھمکی دیتے ہوئے فرماتا ہے:

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ، إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ"۔ (سورہ غافر؛الآیۃ:۶۰)

(اور تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بلا شبہ وہ لوگ جو میری

عبادت سے تکبر کرتے ہوئے انحراف کرتے ہیں، وہ جلد ہی ذلت وخواری کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔)

دعا درحقیقت عین عبادت ہے جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت کے مطابق نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ"۔ (سنن ابوداود:۱۴۷۹)

(دعا عین عبادت ہے۔)

اسی وجہ سے دعا سے اعراض کرنا دخول جہنم کا سبب ہوگا، اور خود اللہ تعالیٰ نے بھی دعا کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"أُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً، إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ"۔ (سورۃ الأعراف؛الآیۃ:۵۵)

(اپنے رب کو عاجزی وگریہ زاری کے ساتھ اور چپکے چپکے (تنہائیوں اور رات کی تاریکیوں میں) پکارا کرو۔ وہ سرکشوں کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔)

ایک دوسری آیت میں ارشاد گرامی ہے کہ کوئی مجبور جب بھی اس کو پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا پر لبیک کہتا ہے:

"أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ"۔ (سورۃ النحل: الآیۃ: ۶۲)

(یا وہ جو مجبور کی ہر دعا پر لبیک کہتا ہے، اور تکلیف دور کرتا ہے"۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں اور اذکار

کے ذریعے تمام مخلوق خداوندی میں سب سے زیادہ قریب اور گہرا تعلق رکھنے والے تھے، بلکہ آپ کا سارا کلام ذکر اور ساری فکر عبرتوں کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ آپ صحابۂ کرام کو یہ تعلیم فرماتے تھے کہ وہ ہر عمل اور ہر طرح کی سرگرمیوں میں اور ہر موقعے ومحل اور ہر طرح کے حالات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دائمی و جاودانی تعلق قائم رکھیں۔

صبح وشام کا نبوی معمول:

چنانچہ جب آپ بستر پر تشریف لے جاتے تو آپ کی دعا میں ادب کا انداز یہ ہوتا:

"اللّٰهُمَّ إنِّیْ أسلَمْتُ وَجْهِيْ إلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أمْرِيْ إلَيْكَ، وَألْجَأْتُ ظَهْرِيْ إلَيْكَ، رَغْبَةً

وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ"۔ (صحيح مسلم، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع، كتاب الذكر والدعاء: ۷۱۰)

(اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے حوالے کیا، اپنے تمام معاملات تیرے سپرد کئے، تجھے اپنا سہارا بنایا، تجھی سے امیدیں وابستہ کرتے ہوئے اور تجھی سے ڈر کر۔ تیرے سوا نہ کوئی جائے پناہ ہے اور نہ مقام نجات ہی ہے"۔)

اور جب رات کے کسی حصے میں آپ کی آنکھ کھلتی، فرماتے:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ، اللّٰهُمَّ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي، وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اللّٰهُمَّ زِدْنِي عِلْماً، وَلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي، وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ"۔ (سنن

ابوداود: کتاب الأدب، ۵۰۶۱)

(تیرے سوا کوئی معبود نہیں، پاک و بے عیب ذات بس تیری۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہ کی بخشش کا طلب گار ہوں۔ تیری رحمت کا سوالی ہوں۔ اے اللہ! مجھے علمی ترقیاں عطا فرما۔ اور ہدایت سے نوازنے کے بعد کج دلی سے بچالے۔ اور اپنی خاص رحمتوں کے خزانے سے مجھے نواز دے۔ بے شک تو سراپا جود و عطا ہے، اور بہت زیادہ بخشنے اور عطا کرنے والا ہے"۔

جب آپ سوکر اٹھتے تو فرماتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا، وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ"۔ (بخاری، کتاب الدعوات: ۶۳۱۲ ومسلم: کتاب الذکر والدعاء ۲۷۱۱)

(ساری حمد و ستائش اللہ کے لئے ہے، جس نے ہمیں

مارنے کے بعد زندہ کیا، اور (آخر میں) اٹھ کر اسی کے پاس جانا ہے۔)

اور سند صحیح سے آپ کا یہ فرمان منقول ہے:

"اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ". (ترمذي، أبواب الدعوات: ۳۳۷۱)

("دعا عبادت کا لب لباب (روح) ہے"۔)

نیز:

"اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ."(دعا مومن کا ہتھیار ہے۔)

(المستدرك على الصحيحين، ج۱ / ٦٦٩)

ہر موقع کی چند جامع دعائیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وبیشتر اپنی دعاؤں میں دنیا وآخرت کی بھلائی اور دوزخ سے حفاظت کی

درخواست اللہ تعالیٰ سے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ آتِنَا فِیْ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِیْ الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"۔ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ٢٦٨٨)

(اے اللہ! ہمیں دنیا میں (ہر طرح کی) بھلائی عطا فرما، اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز۔ اور آگ کے عذاب سے بچالے"۔)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ الْھُدیٰ وَالتُّقیٰ وَالْعَفَافَ

وَالْغِنٰی" (مسلم: کتاب الذکر والدعاء ۲۷۲۱))

(اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت وتقویٰ اور پاک دامنی وبے نیازی کی درخواست کرتا ہوں۔)

اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ" (مسلم، باب تصریف اللہ القلوب کیف شاء ج ۸/۵۱)

(اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو پھیر کر اپنی اطاعت وفرماں برداری میں لگا دے۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ، وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيْ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ، وَاجْعَلْ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ" (مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ۲۷۲۰).

(اے اللہ! میرا دین بہتر بنادے جو میرے معاملات کا محافظ ہے۔ اور میری دنیا بہتر بنادے جس میں مجھے جینا ہے۔ اور میری آخرت سنوار دے جہاں مجھے واپس جانا ہے۔ اور زندگی کو میرے لئے ہر خوبی و بھلائی میں زیادتی واضافے کا سبب بنادے۔ اور موت کو ہر شر سے راحت و نجات کا ذریعہ بنادے۔)

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الآخِرِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَّذْكُرُ اللَّهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ". (ترمذي: أبواب الدعوات: ٣٥٨٩))

(اللہ تعالیٰ بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے تیسرے پہر ہوتا ہے، اگر تم ان لوگوں میں سے بن سکو جو اس وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں تو ایسا کرلو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب بیداری کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اور اپنے پروردگار سے کئی کئی گھنٹے مناجات کرتے اور ہم کلام رہا کرتے تھے۔ کتب

حدیث کی مختلف روایتوں میں بہت سی دعائیں آئی ہیں۔ جن کے ذریعے آپ درمیان شب اپنے رب سے التجا وفریاد کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب درمیان شب نماز کے لئے اٹھتے تو فرماتے:

"اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَلِقَاءُكَ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ،

وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔" (بخاری، کتاب الدعوات :٦٣١٧، ومسلم، كتاب المساجد ٧٦٩).

(اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین کا اور اس کی ساری مخلوقات کا نور ہے۔ اور حمد وثنا تیرے ہی لئے ہے۔ آسمانوں اور زمین اور اس میں تمام موجودات تیری ہی ذات سے قائم ہیں۔ اور حمد وثنا تیرے ہی لئے ہے، تو آسمانوں اور زمین اور اس میں تمام موجودات کا نور ہے اور ساری تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں،

تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیرا کلام حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، دوزخ حق ہے۔ انبیاء حق ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق ہیں، قیامت حق ہے۔ اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے حوالے کیا، اور تجھی پر ایمان لایا، اور تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری طرف یکسو ہو کر متوجہ ہوا، تیرے سہارے میں نے باطل کی مخالفت کی، اور معاملہ تیری عدالت میں پیش کیا، لہٰذا میرے اگلے پچھلے، ظاہر و باطن سارے گناہ معاف فرمادے، تو ہی میرا معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ:

قمت مع رسول الله ﷺ ليلة فقام و

قرأ البقرة ، لا يمر بآية رحمة الا وقف وسأل ولا يمر بآية عذاب الا وقف وتعوذ ، قال ، ثم ركع بقدر قيامه ، يقول فى ركوعه :

سبحان ذى الجبروت والملكوت،والكبرياء والعظمة ، ثم قال فى سجوده مثل ذلك"

[''میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے قیام فرمایا، اور سورۂ بقرہ اس طرح تلاوت فرمائی کہ ہر آیت رحمت پر ٹھہر جاتے، اور دعا کرتے، اور ہر آیت عذاب پر وقفہ فرما کر پناہ مانگتے، پھر آپ نے یہ دعا پڑھتے ہوئے بقدر قیام رکوع فرمایا: پاک ذات ہے وہ جس

کو مکمل طاقت و تسلط، پوری بادشاہت اور ہر طرح کی عظمت و بڑائی حاصل ہے، پھر سجدے میں بھی اسی طرح فرمایا۔ (نسائی، ۱۱۳۲)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

"فَقَدتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنَ الْفِرَاشِ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ، وَهُوَفِي الْمَسْجِدِ، وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُبِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى

نَفْسِكَ۔" (مسلم کتاب الصلاۃ:۴۸۶)۔

(میں نے ایک شب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہیں پایا تو میں نے آپ کو تلاش کیا، آخر میرا ہاتھ آپ کے قدموں کے درمیان پڑ گیا۔ آپ حالت سجدہ میں تھے۔ اور دونوں پیر (انگلیوں پر) ایستادہ تھے۔ اور آپ یہ فرما رہے تھے: اے اللہ! میں تیری خوشی کے ذریعہ تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، اور تیرے عفو و درگزر کے ذریعے تیری سزا سے پناہ مانگتا ہوں، اور تیرے ذریعے تجھ سے پناہ چاہتا ہوں، تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ آپ ویسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے اپنی تعریفات بیان کی ہیں۔)

اور آپ کی جامع دعاؤں میں وہ دعا بھی شمار ہوتی ہے۔ جسے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے روایت کیا ہے،

فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

"اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلىٰ كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ"۔

(بخاری:۶۰۳۶، مسلم:۶۰۷۶)

(اے اللہ! میری خطا، میری نادانی، معاملات میں میرا اسراف اور وہ تمام چیزیں جس سے آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں، بخش دیجئے، آپ ہی اول آپ ہی آخر ہیں۔ اور آپ ہی ہر چیز پر قادر ہیں۔)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

"اللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ

وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلٰهَا، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا۔" (مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ۲۷۲۲)۔

(اے اللہ! میں بے بسی، سستی، بخل، پیری اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! مجھے قلب کا تقویٰ نصیب فرما، اور اس کا تزکیہ فرما۔ تو ہی بہترین تزکیۂ نفس کرنے والا ہے تو ہی اس کا کارساز و مالک ہے۔ اے اللہ! میں علم غیر نافع اور رقت وزاری سے خالی دل اور نفس ناآسودہ اور دعائے غیر مقبول سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔)

فتنوں اور عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی دعاء:
زید بن ارقم سے مروی ہے، فرماتے ہیں:
"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ فِي الصَّلوٰةِ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، فَقَالَ لَه قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ؟ فَقَالَ: وَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَاغَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ". (مسلم، کتاب المساجد: ۵۸۹)
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا کرتے تھے: اے

اللہ! میں تیرے ذریعہ قبر کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں، اور تیرے ذریعے مسیح دجال کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں، اور تیرے ذریعے میں موت و زیست کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! میں تیرے ذریعے گناہ اور تاوان سے پناہ چاہتا ہوں، ایک شخص نے عرض کیا: آپ تاوان سے کس قدر پناہ مانگتے ہیں؟! آپ نے فرمایا: جب کسی شخص پر تاوان واجب ہوتا ہے تو وہ اپنی گفتگو میں جھوٹ بولتا ہے، اور وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں یہ دعا بھی شامل تھی، جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ

السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ"۔ (مسلم، کتاب الذکروالدعاء، ۲۷۳۰)

(خدائے بزرگ و بردبار کے علاوہ کوئی معبود نہیں، مالک عرش عظیم اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ مالک سماوات و صاحب عرش کریم اللہ کے بجز کوئی لائق عبادت نہیں۔)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی اہم ترین مسئلہ درپیش ہوتا تو فرماتے:

"يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ"۔ (ترمذی، أبواب الدعاء: ۳۵۲۴)

(اے ازلی ابدی زندگی وسرپرستی والے تیری رحمت کی دہائی دیتا ہوں۔)

فکر ومصیبت کے وقت کی دعاء:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: کسی بھی بندے کو کوئی فکر یا رنج لاحق ہوتا ہے پھر وہ دعا کرتے ہوئے عرض کرتا ہے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَائُكَ، أَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتُ بِهِ نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَه فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَه أَحَداً مِنْ خَلْقِكَ أَوْ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِي وَنُوْرَ صَدْرِي، وَجَلَاءَ حَزَنِي وَذَهَابَ هَمِّي، إِلَّا أَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّه وَحُزْنَه وَأَبْدَلَه

مَكَانَه فَرَجاً"۔(مسند ابن مسعود:۳۷۱۲)

(اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ کا بیٹا ہوں۔ اور تیری بندی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ میرے سلسلے میں تیرا حکم جاری وساری ہے، میرے متعلق تیرا فیصلہ منصفانہ ہے، میں تجھ سے ہر اس نام کے واسطے سے جو تیرے لئے مخصوص ہے۔ جس سے اپنے آپ کو موسوم کیا، یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا، یا اپنی کسی مخلوق کو سکھایا، یا علم غیب میں اپنے لئے محفوظ رکھا۔ درخواست کرتا ہوں کہ قرآن مجید کو میرے دل کا نگہبان، میرے سینے کا نور بنادے، اور میرے رنج کے دفعیے اور فکر کے خاتمے کا سبب بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اس کے فکر ورنج کو دور فرما کر سرور وکشائش سے بدل دیتے ہیں۔)

دشمن کے خطرہ سے بچاؤ کی دعاء:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دشمن یا صاحب اقتدار سے خطرہ درپیش ہوتا، تو اللہ تعالیٰ سے آپ دعا فرماتے اور مدد ونصرت کے طلب گار ہوتے اور اس کے شر سے خدا کی پناہ چاہتے۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے خطرہ ہوتا تو فرماتے: "اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُبِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ"۔ (أبوداود، کتاب الصلاۃ: ۵۳۷، ومسند أحمد ۱۹۷۲۰)۔

(اے اللہ! ہم تجھ کو (تیرے خوف و ہیبت کو) ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں، اور ان کے شرور سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔)

اور دشمن سے مقابلے کے وقت فرماتے:

"اللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي، وَأَنْتَ نَصِيرِي، بِكَ أَجُولُ وَبِكَ أَصُولُ وَبِكَ أُقَاتِلُ"۔ (ترمذی: ابواب الدعوات: ۳۵۸۴)

(اے اللہ! تو ہی میرا سہارا ہے، تو ہی میرا پروردگار ہے، تیرے ہی سہارے میری جولانیاں اور حملے ہیں، اور تیرے ہی بل پر میری جنگ ہے"۔)

شیطانی خطرات سے بچاؤ کی دعاء:

اور ایسے موقعوں پر جب کسی کو شیطانی خطرات درپیش ہوں، وہ دعا پڑھنی چاہیے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

"أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَهِ وَنَفْثِهِ وَنَفْخِهِ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّه هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ".

(ہر چھوٹی بڑی چیز کو) سننے اور جاننے والے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ شیطان مردود سے اور اس کے منتر اور پھونک کے اثرات سے۔ کیوں کہ اللہ کا ارشاد ہے: اور شیطان کی طرف سے کوئی کچوکا (اثر) تم کو محسوس ہو، تو اللہ کی پناہ طلب کرو۔ بے شک وہی سننے جاننے والا ہے۔)

الٰہی نوازش پر پڑھی جانے والی دعاء:

اور جب بندے پر خدا کی کوئی نوازش ہو تو اس کو کہنا چاہئے:

"مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" ۔(مسند أحمد، مسند ابي هريرة:٦٤٢٦)

(جو اللہ چاہے (ہوتا ہے(سرچشمۂ قوت صرف اللہ کی ذات ہے)

حضرت انس بن مالکؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ نِعْمَةً عَلٰى عَبْدٍ فِي أَهْلٍ وَمَالٍ وَ وَلَدٍ فَقَالَ: مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَلَا يَرَىٰ فِيهَا آفَةً دُوْنَ الْمَوْتِ'' ۔(جب بھی اللہ تعالیٰ کسی بندے پر کوئی انعام

فرماتا ہے، اور وہ ماشاء اللہ لاقوۃ إلا باللہ کہتا ہے، تو موت کے علاوہ اس پر کوئی آفت نہیں دیکھے گا۔)

"وَعَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّه كَانَ إِذَا رَأَىٰ مَا يَسُرُّهُ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَات وَإِذَا رَأَىٰ مَا يَسُوْءُ ه قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلىٰ كُلِّ حَالٍ"۔ (ابن ماجہ، کتاب الأدب، ۳۶۰۳)

(اور انہیں سے آپ کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ، جب آپ کوئی خوش کن چیز دیکھتے تو فرماتے: ساری تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں، جن کے ذریعے نیکیاں درجۂ کمال تک پہونچتی ہیں۔ اور جب کوئی تکلیف دہ چیز نظر آتی تو فرماتے: ہر حال میں اللہ کا شکر ہے)

قرض کی ادائیگی کی دعاء:

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض دار کو قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں دعا تعلیم فرمائی، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"انَّ مُكَاتَباً جَاءَه فَقَالَ لَه : إنِّي عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَأَعِنِّي!، قَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلَ جَبَلٍ دَيْناً أَدَّاهُ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْكَ، قُلْ: اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَنْ مَنْ سِوَاكَ"۔ (ترمذی ،أبواب الدعوات :۳۵٦۳)

(ایک مکاتب غلام آپکی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض

کیا: میں اپنی آزادی کی قیمت ادا کرنے سے قاصر ہوں، میری مدد فرمائیے!....آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات (دعا) نہ سکھلا دوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائے ہیں۔ اگر پہاڑ کے برابر بھی تم پر قرض ہوگا، تو اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے ادا فرمائے گا۔ یہ دعا پڑھ لیا کرو: ''اے اللہ حرام سے دور رکھ، مال حلال کے ذریعہ میری ضروریات پوری فرما۔ اور اپنے فضل وکرم سے مالا مال فرما کر حرام سے دور اور اپنے سوا دوسروں سے مجھے بے نیاز کر دے''۔

آندھی کے وقت کی دعاء:

اور جب آندھی چلتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فرماتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا أُرْسِلْتَ بِهِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا، وَ شَرِّمَا أُرْسِلْتَ بِهِ"۔ (مسلم، کتاب الاستسقاء::۸۹۹)

(اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جو اس کے اندر ہے اس کی بھلائی اور جن چیزوں کے ساتھ اس کو چلایا ہے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں۔ اور اس کے شر اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کے شر سے، اور جن چیزوں کے ساتھ اس کو چلایا ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔)

جب بادل کے گرجنے کی آواز سنے :

اور جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو فرماتے:

"اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ". (أخرجه الترمذي عن عبدالله بن عمر، ابواب الدعوات عن رسول الله ﷺ، رقم الحديث: ٣٤٥٠)

(اے اللہ! مجھے اپنے غضب کا شکار مت بنائیو، اور نہ اپنے عذاب کے ذریعے ہلاک کیجئے۔ اوراس سے پہلے پہلے عفو و عافیت سے نوازیو۔)

چاند کے دیکھنے کی دعاء:

جب آپ ؐ پہلی تاریخ کا چاند دیکھتے تو فرماتے:

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ! اَللّٰهُمَّ أَهِلَّه عَلَيْنَا بِالأَمْنِ وَالإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى، رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ"۔ (سنن دارمي عبدالله بن عمر، كتاب الصوم، ۱۷۲۹:)

(اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! اسے ہم پر امن اور ایمان کے ساتھ سلامتی اور اسلام اور ان اعمال کی توفیق کے ساتھ طلوع فرما، جو آپ کو پسند ہیں اور جن سے آپ خوش ہوتے ہیں۔ ہمارا اور تیرا رب اللہ ہے۔)

افطار کے وقت کی دعاء:

اور جب افطار فرماتے کہتے:

"اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْنَا

فَتَقَبَّلْ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"۔
(اے اللہ! ہم نے تیرے لئے روزہ رکھا، اور تیرے رزق سے افطار کیا، لہٰذا ہمارے روزے قبول فرمالے۔ بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے۔)

سفر کی دعاء:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے اور اپنے اونٹ پر اطمینان سے بیٹھ جاتے، تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' فرماتے اور یہ دعا کرتے:

"سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَه مُقْرِنِيْنَ، وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ سَفَرِنَا هٰذَاا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا

سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَه، أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةَ فِي الأَهْلِ. اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالأَهْلِ. وَإِذَا رَجَعَ مِنَ السَّفَرِ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ (آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)". (مسلم، عبدالله بن عمر، كتاب الحج ١٣٤٢)

(پاک ذات ہے وہ جس نے اس کو ہمارے لئے مسخر کیا اور قابل استفادہ بنایا جب کہ ہم اس پر قابو نہیں پا سکتے تھے۔ اور ہم سب کو اپنے پروردگار کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ اور اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ اور تیرے لئے پسندیدہ عمل کے خواست گار ہیں۔ اے اللہ! یہ سفر ہمارے لئے آسان فرما، اور اس کی دوری کو سمیٹ

دے۔تو ہی سفر کا ساتھی اور گھر کا جانشیں ہے۔اے اللہ! میں سفر کی دشواری، پریشان کن منظر اور مال اور اہل و عیال کے سلسلے میں برے انجام سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔اور جب سفر سے واپس ہوتے یہی دعا فرماتے۔ نیز اتنا اضافہ فرماتے: ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں، اسی کے سامنے توبہ کرتے ہیں۔ اسی کی عبادت اور حمد بیان کرتے ہیں۔)

جب منزل پر پہونچے تو یہ دعاء پڑھے:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جب بھی کسی ایسی بستی پر نظر پڑتی جس میں آپ جانا چاہتے تو آپ یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ، وَرَبَّ

الأَرَضِينَ وَمَا أَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضْلَلْنَ، وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ، أَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا، وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ أَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا"۔ (سنن نسائي)

(اے ساتوں آسمانوں اور جس پر ان کا سایہ ہے کے پروردگار! اورزمینوں اور جو کچھ ان کی پشت پر ہیں اس کے پروردگار! اور شیطانوں اور ان کے گمراہ کردہ لوگوں کے پروردگار! اور ہواؤں اور جس کو انہوں نے اڑایا اس کے پروردگار! میں تجھ سے اس بستی کی خوبی اور اس میں رہنے والوں کی خوبی اور جو کچھ بھی اس میں ہے اسکی خوبی کا خواست گار ہوں، اور میں اس کے شر سے اور وہاں کے باشندوں کے شر سے، اور اس میں موجود تمام چیزوں کے

شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔)

دوران سفر رات ہو جائے تو یہ دعاء پڑھے:

اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر فرماتے اور رات ہو جاتی تو فرماتے:

"يَا أَرْضُ! رَبِّي وَرَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِكِ وَ شَرِّمَا فِيْكِ وَشَرِّمَا خُلِقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ. أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ أَسَدٍ وأَسْوَدٍ ومِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ". (سنن أبوداود، عبدالله بن عمرؓ، كتاب الجهاد: ٢٦٠٣)

(اے سر زمین! میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔ میں تیرے شر سے، تیرے اندر موجود چیزوں کے شر سے،

تیرے اندر کی مخلوقات کی شر سے، تیری پشت پر رینگنے والی ہر شے کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں شیر، ناگ، سانپ اور بچھو سے، شہر کے باشندوں اور جننے والے اور جنے ہوئے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔)

کھانا شروع کرتے وقت کی دعاء:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا اپنے سے قریب فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

"بِسۡمِ اللّٰهِ"۔

(اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔)

کھانے کے بعد کی دعاء:

اور جب کھانے سے فارغ ہو جاتے تو فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ أَطۡعَمۡتَ وَأَسۡقَيۡتَ وَأَغۡنَيۡتَ وَأَقۡنَيۡتَ

وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلىٰ مَا أَعْطَيْتَ"۔(مسند أحمد ، مسند المدنيين، : ١٦٩٩٥)

(اے اللہ! تو نے کھلایا، تو نے پلایا، تو نے بے نیاز کیا، تو نے مطمئن اور مگن کیا، تو نے ہدایت دی، تو نے زندگی عطا کی۔ لہٰذا جس چیز سے بھی نوازا تو ہی لائق حمد وشکر ہے۔)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ"۔ (رواه أبوداود،أول كتاب

الأطعمة: ٣٨٥٠، والترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ٣٤٥٧)

(ساری تعریفیں اس اللہ کی جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔)

دعوت طعام کے بعد کی دعاء:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی دعوت میں تشریف لے جاتے تو کھانا تناول فرمانے کے بعد مہمان نواز کے حق میں خدا سے دعا کرتے اور برکت وقبولیت طلب فرماتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا، آپ نے

تناول فرمایا اور یہ دعا کی:

"أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ". (سنن أبوداود، كتاب الأطعمة: ٣٨٥٤)

(تمہارے یہاں روزے دار افطار کریں۔ نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں۔ اور فرشتے تمہارے حق میں دعا کریں۔)

جمائی اور چھینک کی دعاء:

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمائی اور چھینک کے بارے میں فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ وَقَالَ: إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ

حَقاً عَلىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَه أنْ يَقُولَ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَأمَّا التَّثَاؤُبَ فَإنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإذَا تَثَاءَ بَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّه مَااسْتَطَاعَ فَإنَّ أحَدَكُمْ إذَا تَثَاءَ بَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ"۔ (بخاری بروایت أبي هريرة، كتاب الأدب، :٦٢٢٣)

(بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتا ہے، اور جمائی کو ناپسند۔ اور فرمایا، تم میں سے کسی کو جب چھینک آئے اور الحمد للہ کہے تو ہر اس مسلمان پر جو سنے، ضروری ہو جاتا ہے کہ یرحمک اللہ کہے۔ اور جمائی اصلاً شیطانی فعل ہے، اس لئے جب کسی کو جمائی آئے، حتی الامکان اس کو روکے، کیوں کہ جب کسی کو جمائی آتی ہے تو اس پر شیطان ہنستا ہے۔)

بازار جانے کی دعاء:

حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بازار تشریف لے جاتے، تو فرماتے:

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ السُّوْقِ، وَخَيْرِ مَا فِيْهَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْناً فَاجِرَةً أَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً". (مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۳۲۔)

(اللہ کے نام کے ساتھ (بازار میں داخل ہوتا ہوں) اے اللہ! میں اس بازار کی، اور اس میں موجود اشیاء کی بہتری طلب کرتا ہوں، اور اس کے اور اس میں موجود اشیاء کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں جھوٹی قسم اور نقصان دہ

سودے سے دوچار ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔)

آئینہ دیکھنے کی دعاء:

اسی طرح جب جب آپ آئینے میں اپنا رخ انور دیکھتے تو دعا کرتے:

"اللهم أحسنتَ خَلقی فأحَسِن خُلُقی"۔

(مسند أحمد: ٣٨٢٣۔)

(اے اللہ! آپ نے میرے جسم کو اچھا بنایا ہے تو میرے اخلاق بھی اچھے بنادے۔)

امراض واعذار سے پناہ مانگنے کی دعاء:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برے اور متعدی امراض واعذار سے بھی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ دعا کیا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِي الْأَسْقَامِ"۔ (نسائی، کتاب الاستعاذۃ:۵۴۹۳)

(اے اللہ! میں تجھ سے برص، دیوانگی اور جذام اور تمام بری بیماریوں سے پناہ چاہتا ہوں۔)

بھوک اور خیانت سے پناہ مانگنے کی دعاء:

اسی طرح آپ بھوک اور خیانت سے بھی پناہ مانگتے، چنانچہ آپ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق فرماتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا

بِـئۡسَـتِ الۡبِـطَـانَةُ"۔ (ابوداؤد، کتاب الصلاۃ: ۱۵۴۷)

(اے اللہ! میں تیرے ذریعے بھوک سے پناہ چاہتا ہوں کہ وہ بدترین ہم بستر ہے۔اور خیانت سے پناہ چاہتا ہوں کہ وہ بدترین ہم راز ہے۔)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أسـألُكَ مُوجِبَاتِ رَحۡمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغۡفِرَتِكَ، وَالسَّلَامَةَ مِنۡ كُلِّ إِثۡم ، وَالۡغَنِيۡمَةَ مِنۡ كُـلِّ بِرٍّ ، وَالۡفَوۡزَ بِالۡجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ"۔ (مستدرك حاكم۔:ج ١/ ٥٢٥)

(اے اللہ! میں تجھ سے ان چیزوں کی درخواست کرتا ہوں، جو تیری رحمت کو واجب کرنے والی اور تیری

مغفرت کو یقینی بنانے والی ہیں، اور ہر گناہ سے سلامتی اور بغیر لاگت کے ہر نیکی اور جنت سے سرفرازی اور دوزخ سے خلاصی کی درخواست کرتا ہوں۔)

طائف کی دعاء:

اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید میں وارد دعاؤں کا پابندی سے التزام فرمایا کرتے تھے۔ اپنے پروردگار سے بکثرت دعا فرماتے اور آپ کے قلب میں رقت پیدا ہوجاتی اور آپ اس کی پوری مداومت فرماتے اس لئے کہ آپ اللہ کے صحیح معنوں میں لرزاں و ترساں بندے تھے، آپ نے جتنی دعائیں خود کی ہیں یا لوگوں کو تلقین فرمائیں ان میں شان بندگی وعبودیت انتہائی مؤثر انداز اور بھرپور معانی

کے ساتھ جھلکتی ہے، ذرا دیکھئے طائف میں جب کہ لوگوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے اور انتہائی ناپسندیدہ اور تکلیف دہ انداز سے آپ کے ساتھ پیش آرہے ہیں، آپ اپنے پروردگار کے روبرو کس طرح فریاد کررہے ہیں:

" اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُوْ ضَعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلٰى النَّاسِ۔ يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ! وَأَنْتَ رَبِّي! إِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ؟ إِلٰى بَعِيْدٍ يَتَجَهَّمُنِيْ أَمْ إِلٰى عَدُوٍّ مَلَّكْتَه أَمْرِيْ؟ إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ غَضَبٌ عَلَيَّ فَلَا أُبَالِيْ، غَيْرَ أَنَّ عَافِيَتَكَ هِيَ أَوْسَعُ لِيْ، أَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ أَشْرَقَتْ لَه الظُّلُمَاتِ، وَصَلُحَ عَلَيْهِ أَمْرُ

الـدُّنيَـا وَالآخِـرَةِ مِنْ أَنْ يَنْزِلَ بِيْ غَضَبُكَ أَوْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيَّ سَخَطُكَ، لَكَ الْعُتْبَىٰ حَتّٰى تَـرْضَى، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ"۔ (طبرانی باب الدعاء، ۳۱۵:)

(اے اللہ! میں صرف تجھ سے اپنی ناتوانی، بے بسی و بے چارگی اور لوگوں کے سامنے اپنی ذلت بیان کرر ہا ہوں، یا ارحم الراحمین! تو، کمزوروں کا رب ہے، تو ہی میرا رب ہے، مجھے کس کے حوالے کرر ہا ہے؟ ایک اجنبی کے، جو ترش روئی کا معاملہ کرر ہا ہے، یا کسی دشمن کے، جسے مجھ پر قابو دے رکھا ہے۔ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کچھ پرواہ نہیں، البتہ تیری عافیت میرے حق میں سبب کشائش ہے۔ تجھ سے تیرے نور کے واسطے" سے جس سے تاریکیاں روشنی میں بدل گئیں اور جس سے دنیا وآخرت

کے معاملات درست ہوئے، اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیری ناراضگی مجھ پر اترے یا تیرے غصے کا شکار بنوں۔ تیری خوشی و رضامندی مطلوب ہے، یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے، تجھے چھوڑ کر نہ کوئی تدبیر ہے نہ طاقت۔)

عرفات کی دعاء:

اور میدان عرفات میں آپ کی دعا یوں تھی:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي وَ تَرَىٰ مَكَانِي وَتَعْرِفُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي، لَا يَخْفَىٰ عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِي، أَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ۔ أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِيْنَ،

وَأَبْتَهِلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيلِ، وَأَدْعُوكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيرِ، دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ، وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهُ وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهُ وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهُ. اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ شَقِيّاً، وَكُنْ لِي رَؤُوفاً رَحِيْماً يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ!!"۔ (طبرانی ۳۴/۸، ۳۰۰:۷)

(اے اللہ! تو میری باتیں سن رہا ہے، میری جائے وقوف تیری نگاہوں میں ہے، میرے ہر باطن سے تو واقف ہے، میری کوئی چیز تجھ سے اوجھل نہیں۔ میں سراپا احتیاج و بے مایہ، مدد کا طلب گار پناہ کا سوالی، ڈرا، سہما، اپنے گناہ کا اعتراف واقرار کرتا ہوں۔ میں تجھ سے بے کسوں اور شکستہ دل لوگوں کی طرح درخواست کرتا ہوں۔ میں

تیرے حضور گنہ گار رسوا کی طرح گریہ وزاری کرتا ہوں، اور میں تجھ سے ڈرے، لٹے، نقصان زدہ شخص کی طرح دعا کرتا ہوں، اس شخص کی دعا جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو، اور جس کے آنسو زار وقطار تیرے خوف سے بہہ رہے ہوں، اور جس کا سر وقد تیرے سامنے رسوا ہوا اور جس کی ناک تیرے لئے خاک میں مل چکی ہو۔ اے اللہ! مجھے اپنی دعا میں مطلوب سے محروم مت کیجئے۔ اے بہترین ذات جس سے درخواست کی جائے اور سب سے بہترین نوازنے والے میرے حق میں رؤوف رحیم ہو جایئے۔)

دعاء ادب کا اعلیٰ نمونہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ دعا اور ذکر پر

مشتمل کلام، ادب کا ایک اہم اور عظیم الشان باب ہے، کیوں کہ انسان جس وقت پوری یکسوئی کے ساتھ دعا اور ذکر میں مشغول ہوتا ہے اور اپنے کریم پروردگار کی طرف بحضور قلب و دماغ ہمہ تن متوجہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بغیر کسی تکلف و تصنع کے مناجات کرتا ہے اور اس کی زبان، دل بلکہ پورا سراپا صرف ایک نقطے پر مرکوز ہوتا ہے، جس کے ذریعے وہ زندگی کے بند دریچے وا کرنا چاہتا ہے، تاریک گوشوں کو منور کرنا چاہتا ہے، شب تیرہ کی تیرگی سے نکل کر روز روشن کے اجالوں کا جویا ہوتا ہے۔ ان لمحات میں اس کی زبان پر جاری ہر کلمہ، اس کے دل کی ہر دھڑکن، فطری ادب کا انمول نمونہ ہوتی ہے۔ جس سے کوئی بھی انسان اپنی زندگی میں بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

ہر صاحب ایمان کی ذمہ داری

یہ ذکر و دعا سے متعلق ادب کا ایک سرسری جائزہ ہے نہ کہ استیعاب، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف لمحات میں نمایاں ہے، اور جس کا آپ نے بڑا اہتمام فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ اور لوگوں کا معلم سمجھتے تھے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ لہٰذا آپ نے ایک ایک گھڑی اس کا اہتمام فرمایا اور تاکید فرمائی کہ ایک مسلمان سب سے پہلے خدا کا ایک بندہ ہے۔

لہٰذا اپنے پروردگار کے سامنے اپنی عبودیت کو کسی

حال میں نہ بھولے اور ہمیشہ، ہر آن اللہ کے ذکر میں مشغول و رطب اللسان رہے۔ شب و روز، صبح و شام خوشی اور غمی، آزمائش و کشائش، گھر، مسجد، کاموں، ملازمتوں، اہل و عیال، دوستوں و ہم نشینوں زندگی کے اندرون و بیرون، صحت و مرض، سفر و حضر، گویا کہ زندگی کے تمام لمحات میں یہ معمول بنالے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے براہ راست تعلق کا راستہ ہموار کر دیا جس میں انسان اپنے تمام راز ہائے سربستہ اس کے سامنے واشگاف کر دیتا ہے، اور اپنے پروردگار کے حضور پیش ہو کر وہ اپنی تمام آرزوؤں، تمناؤں، رنج والم اور خوابوں کی تعبیر طلب کرتا ہے۔ کبھی سرگوشی میں، کبھی گریہ وزاری کے انداز میں، کبھی ظاہر و باطن کے

تواضع وتذلل کے ساتھ، کبھی عاجزی وفروتنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، اور وہ اس طرح اپنی بندگی و عبودیت، تواضع و انکساری اور اس کے حکم اور فیصلے کے آگے سپراندازی کا اعلان کرتا ہے۔

کیا ہی خوب ومناسب ہوگا کہ اس وقت جب کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں ادب کے موضوع پر اس مقالے کی آخری کڑی تک پہونچ چکے ہیں، ہم اپنی گفتگو سب سے بہترین دعا پر ختم کریں، جو بذات خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تلاوت قرآن کا اہتمام کرنے والے ہر مسلمان کا معمول رہی ہے۔ لہٰذا بارگاہ ایزدی میں ہم کلام الٰہی میں وارد اس دعا کے ساتھ رخصت ہوتے ہیں: "رَبَّنَا لَا تُزِغْ

قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا، وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ"۔

اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

"رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلاًّ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا، رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ"۔

وَصَلَّىٰ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

☆☆☆